Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 1 (July-Sep 2023)
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

Understanding the Origins, Causes, and Remedies of Religious Myths in Islam

اسلام میں مذہبی خرافات کے دخول کے اسباب وذرائع اور ان کا تدارک

Ghulam Qadir
PhD Scholar, Registration No. DIS231071, Institute of Islamic Studies and Shariah, Muslim Youth University, Islamabad,
hafizqarighulamqadir@gmail.com

Abstract

Islam, widely acknowledged as a beacon of peace, exhibits a judicious approach in safeguarding its rich heritage by meticulously upholding beneficial traditions while decisively discarding practices that prove harmful. Under the guiding light of its core principles and exemplified by the leadership of Prophet Muhammad (peace be upon him), Islam maintains a steadfast commitment to values that resonate with its spiritual essence. This commitment, however, is not without its challenges, as superstitions often lurk beneath the guise of seemingly innocuous traditions, posing a persistent threat to the accurate portrayal of Islam. In this context, the Prophet's resolute rejection of practices falsely attributed to him, irrespective of their historical reverence, stands as a compelling testament to Islam's unwavering stance. This rejection underscores the commitment to purity and authenticity in the practice of Islamic traditions, ensuring that they align harmoniously with the core tenets of the faith. This proactive role in discerning and rejecting detrimental traditions is not merely a reactive measure but rather a deliberate effort to preserve the genuine values intrinsic to Islam. This article explores the dynamic interplay between Islam and traditions that may compromise its true essence. By shedding light on the proactive measures taken to discern and reject harmful

CC BY

practices, it highlights Islam's ongoing dedication to the preservation of its authentic values. This commitment, rooted in the teachings of Prophet Muhammad, serves as a beacon, guiding practitioners away from distortions and reaffirming the unblemished image of Islam in its true light.

Keywords: Islam, Authenticity, Traditions, Harmful Practices, Prophet Muhammad ﷺ

تمہید

دین اسلام ایک پر امن اور مثبت دین ہے رسومات کا سلسلہ ابتدائے اسلام سے ہے اسلام نے آکر کچھ رسومات کو ختم کیا اور کچھ کو باقی رکھا۔ ہر وہ رسم جو انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کیلیئے فائدہ مند ہوں اس کو برقرار رکھا اور جو رسم نقصان دہ ہو اس کو رد کر دیا ہے بلکہ اس کے نقصانات کو بھی واضح طور پر بیان کیا ہے اور جو فائدہ مند تھی اسکی ترغیب بھی دلائی۔ یہی سلسلہ قیامت جاری رہے گا جب بھی جہاں بھی ایسی رسم وجود میں آئے گی جو اسلامی مزاج کے خلاف ہو گی اس کو رد کیا جائے گا۔ ایسی رسومات خرافات کی شکل بختیار کرلیتی ہیں جو کہ اسلام کیلیۓ انتہائی نقصان دہ ثابت ہوتی ہیں بسا اوقات ایسی رسومات خرافات کی شکل جب اختیار کرلیتی ہیں تو اسلام کی اصل شکل کو بگاڑ دیتی ہیں حسن اسلام کے خاتمے کا سبب بن کر اسلام اور مسلمان کو بدنام کرکے تبلیغ دین کے پہاڑ بن کر رکاوٹ بن جاتی ہے۔ ایسی خرافات اگرچہ کسی مبارک مقام یا مقدس شخصیت کی طرف منسوب ہوں اسلام ان کورد کر دیتا ہے۔ جو رسومات اسلامی مزاج کے خلاف تھی خود رسول اللہ ﷺ نے ختم بھی کیا اور اپنی بچنے کا حکم بھی صادر فرمایا ہے کہانت اور نجومیت سے منع فرمایا اس کی جگہ پہ استخارہ عطا فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ نے کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جانے سے سختی سے منع کیا ہے۔

اس سلسلے میں چند احادیثِ مبارکہ ترجمہ کے ساتھ ملاحظہ ہوں:

CC BY

"وعن عائشة قالت: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: «إن الملائكة تنزل في العنان - وهو السحاب - فتذكر الأمر قضي في السماء، فتسترق الشياطين السمع فتسمعه فتوحيه إلى الكهان، فيكذبون معها مائة كذبة من عند أنفسهم» "[1].."

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو میں نے یہ کہتے سنا کہ: فرشتے آسمان سے نیچے بادلوں کے پاس اتر کر آسمان میں طے شدہ معاملے کے متعلق تذکرہ کرتے ہیں تو شیاطین (جنات) چوری چھپے ان باتوں کو سنتے ہیں اور یہ باتیں کاہنوں کو بتاتے ہیں، وہ اس کے ساتھ اپنی طرف سے سو جھوٹ مزید ملاتے ہیں۔

"وعن عائشة -رضي الله عنها- قالت: «سأل أناس رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الكهان، فقال لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنهم ليسوا بشيء. قالوا: يا رسول الله، فإنهم يحدثون أحياناً بالشيء يكون حقاً. فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تلك [2] الكلمة من الحق، يخطفها الجني، فيقرها في أذن وليه قر الدجاجة، فيخلطون فيها أكثر من مائة كذبة» . متفق عليه."

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے کاہنوں کے متعلق پوچھا، (کاہن اس شخص کو کہا جاتا ہے جو مستقبل کی خبریں بتاتا ہے)، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ کچھ نہیں، لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! کبھی کبھار یہ ایسی باتیں بتاتے ہیں جو سچ ہوتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ یہ سچی بات ہوتی ہے، جسے جن فرشتوں سے اچک لیتا ہے، پھر اسے اپنے ساتھی کے کان میں مرغی کی آواز کی مانند بار بار دہراتا ہے، پھر یہ لوگ اس میں سو سے زیادہ جھوٹ ملاتے ہیں۔

" –وعن حفصة - رضي الله عنها - قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "«من أتى عرافاً فسأله عن شيء لم تقبل له صلاة أربعين ليلةً» "[3]."

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِىَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النبى ﷺ يعَلِّمُنَا الاِسْتِخَارَةَ فِى الْأُمُورِ كُلِّهَا كَالسُّورَةِ مِنَ الْقُرْآنِ يقُولُ: إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيرِ الْفَرِيضَةِ ثُمَّ يقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّى أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيوبِ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيرٌ لِى فِى دِينِى وَمَعَاشِى وَعَاقِبَةِ أَمْرِى أَوْ قَالَ فِى عَاجِلِ أَمْرِى وَآجِلِهِ فَاقْدُرْهُ لِى وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِى فِى دِينِى وَمَعَاشِى وَعَاقِبَةِ أَمْرِى أَوْ قَالَ فِى عَاجِلِ أَمْرِى وَآجِلِهِ فَاصْرِفْهُ عَنِّى وَاصْرِفْنِى عَنْهُ وَاقْدُرْ لِى الْخَيرَ حَيثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِى بِهِ قَالَ وَيسَمِّى حَاجَتَه[4] .

(ا) جابرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تمام معاملات میں استخارہ کی تعلیم دیتے تھے۔ جیسا کہ قرآن کی سورت کی تعلیم دیتے قرآن کی سورت کی طرح۔ (نبی نے فرمایا:) جب تم میں سے کوئی شخص کسی (مباح) کام کا ارادہ کرے (ابھی عزم نہ ہوا ہو) تو دو رکعات (نفل) پڑھے اس کے بعد یوں دعا کرے: اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے بہتر ہے، میرے دین کے اعتبار

OPEN ACCESS
CC BY

،میری معاش اور میرے انجام کار کے اعتبار سے یا دعا میں یہ الفاظ کہے (فی عاجل امری و آجلہ) تو اسے میرے لئے مقدر کر دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے برا ہے میرے دین کے لئے میری زندگی کے لئے اور میرے انجام کار کے لئے یا یہ الفاظ فرمائے: "فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ" تو اسے مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے پھیر دے اور میرے لئے بھلائی مقدر کر دے جہاں کہیں بھی وہ ہو اور پھر مجھے اس سے مطمئن کر دے (یہ دعا کرتے وقت) اپنی ضرورت کا بیان کر دینا چاہیئے

خرافات کا لغوی اور اصطلاحی معنی

القاموس الوحید میں لکھا ہے،

کم عقلی کی بات، غلط بیہودہ عقیدہ، فسانہ جو لوگوں میں مشہور ہو۔[5]

اظہر الغات میں خرافات کا معنی

گالی گلوچ، فضول اور بے ھودہ باتیں، ہینسی کی باتیں[6]

المنجد میں خرافات کا معنی

انوکھی حکایتیں۔ کہانیاں[7]

ان تعریفات سے واضح ہو رہا ہے کہ دین میں کوئی ایسی بات داخل کی جائے یا دین کو کسی ایسے ذرائع سے پیش کیا جائے جس میں بے ھودگی ہو جھوٹ ہو من گھڑت باتیں داخل کی جائیں یا دین دشمن کو از روئے طعن ھننے کا موقع فراہم کیا جائے یا دین اسلام کو اس انداز میں پیش کیا جائے جس سے حقانیت پس پردہ ہو جائے۔

عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے وعظ و نصیحت کرتے ہوئے فرمایا : " تم لوگ قیامت کے دن اللہ کے پاس ننگے اور غیر مختون جمع کئے جاؤ گے، پھر آپ نے آیت پڑھی « كما بدأنا أول خلق نعيده وعدا علينا »[8]

ترجمہ " ہم نے جیسے پہلے آدمی کو پیدا کیا ہے ویسا ہی دوبارہ لوٹا دیں گے (پیدا فرما دیں گے)،

آپ نے فرمایا : " قیامت کے دن جنہیں سب سے پہلے کپڑا پہنایا جائے گا وہ ابراہیم علیہ السلام ہوں گے، (قیامت کے دن) میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے جنہیں چھانٹ کر بائیں جانب (جہنم کی رخ) کر دیا جائے گا، میں کہوں گا پروردگار! یہ تو میرے اصحاب (امتی) ہیں، کہا جائے گا: آپ کو نہیں معلوم ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئی باتیں (خرافات) دین میں پیدا (داخل) کر دیں۔ (یہ سن کر) میں بھی وہی بات کہوں گا جو اللہ کے نیک بندے (عیسیٰ علیہ السلام) نے کہی ہے « وكنت عليهم شهيدا ما دمت فيهم فلما توفيتني كنت أنت الرقيب عليهم وأنت على كل شيء شهيد إن تعذبهم فإنهم عبادك وإن تغفر لهم »[9] میں جب تک ان کے درمیان تھا ان کی دیکھ بھال کرتا رہا تھا، پھر جب آپ نے مجھے اٹھا لیا آپ ان کے محافظ و نگہبان بن گئے، آپ ہر چیز سے واقف ہیں۔ اگر آپ انہیں سزا دیں تو وہ آپ کے بندے و غلام ہیں۔ (آپ انہیں سزا دے سکتے ہیں) اور اگر

CC BY

آپ انہیں معاف کر دیں تو آپ زبردست حکمت والے ہیں "، کہا جائے گا: یہ وہ لوگ ہیں کہ آپ نے جب سے ان کا ساتھ چھوڑا ہے یہ اپنی پہلی حالت سے پھر گئے ہیں۔ امام ترمذی کہتے ہیں[10]

حدیث اور خرافہ

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ الْبَزَّارُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ الثَّقَفِيُّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَقِيلٍ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: حَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ نِسَاءَهُ حَدِيثًا، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ: كَأَنَّ الْحَدِيثَ حَدِيثُ خُرَافَةَ فَقَالَ: "أَتَدْرُونَ مَا خُرَافَةُ؟ إِنَّ خُرَافَةَ كَانَ رَجُلًا مِنْ عُذْرَةَ، أَسَرَتْهُ الْجِنُّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَمَكَثَ فِيهِمْ دَهْرًا، ثُمَّ رَدُّوهُ إِلَى الْإِنْسِ فَكَانَ يُحَدِّثُ النَّاسَ بِمَا رَأَى فِيهِمْ مِنَ الْأَعَاجِيبِ، فَقَالَ النَّاسُ: حَدِيثُ خُرَافَةَ[11]"

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ ایک رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو ایک قصہ سنایا تو ان میں سے ایک خاتون نے کہا: یہ قصہ تو خرافہ کے قصہ کی طرح ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کیا تم جانتی ہو کہ خرافہ کون تھا؟ (پھر خود ہی ارشاد فرمایا) یہ بنو عذرہ کا ایک شخص تھا جس کو زمانہ جاہلیت میں جنات پکڑ کر لے گئے تھے اور وہ ان میں ایک عرصہ تک رہا۔ پھر جنوں نے اسے انسانوں کی طرف واپس بھیج دیا۔ اس نے جنوں میں جو عجیب و غریب واقعات دیکھے تھے وہ ان لوگوں سے بیان کرتا تو لوگ کہتے تھے کہ یہ خرافہ کی بات ہے۔"

اس حدیث پاک کے مفہوم سے واضح ہو رہا ہے کہ خرافہ جھوٹ بولنے والے کو کہتے ہیں حالانکہ وہ صحابی خرافہ نامی بڑے نیک تھے جیسے حدیث میں مذکور ہے۔ مگر اس وقت کے عرف میں بھی مشہور تھا کہ خرافہ جھوٹے کو کہا جاتا ہے۔

رحم الله خرافة إنَّه كَانَ رجلا صَالحا[12]

خرافات کو پیدا کرنے والے کیلئے قرآن نے طاغی کہا ہے خرافات اور طاغوت میں معنی مشترک پایا جاتا ہے

طاغوت کا معنی

جھوٹی بات۔

طاغی حد سے گزرنے والے۔ نافرمان ظالم اور ستمگار۔[13]

والَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ- يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ-اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ-هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۔ [14]

اور جو کافر ہیں ان کے حمایتی شیطان ہیں وہ انہیں نور سے اندھیروں کی طرف نکالتے ہیں۔ یہی لوگ دوزخ والے ہیں یہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

اس آیت میں جو شیطان کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد حقیقی شیطان نہیں بلکہ شیطان کے پیروکار ہیں۔ پیروکار کون ہیں جو جھوٹ بولتے ہیں ظالم، نافرمان، ستمگار ، اور خرافات پیدا کرنے والے ہیں۔

تشریح

OPEN ACCESS
CC BY

قرآن و حدیث سے واضح ہورہاہے خرافات کہ پھیلانے والے در حقیقت قرآن و حدیث سے بغاوت کرنے ھیں دیں کے ساتھ مخلص نہیں ہیں۔ ہر وہ بات جس کا ثبوت قرآن و حدیث، صحابہ، اور اجماع امت سے نہ ہو تو خرافات ہیں۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے خرافات کو پھیلانے والے آیاتِ قرآنی اہر اھادیث کی ایسی غلط تشریحات کرتے ہیں دین اسلام کی اصل صورت کو بگاڑ دیتے ہیں۔ دورِ حاضر میں مذہب کے نام پر ہر آنے والے دن نت نئ خرافات کسی نہ کسی انداز میں شامل کی جارہی ہیں جو کہ اسلام اور مسلمانوں کیلئے انتہائی خطرناک ہے یہ دخولِ خرافات کا انداز احکام اسلام کو مٹانے کے مترادف ہے۔

دخولِ خرافات کے اسباب و ذرائع

نعت خوانی

مرثیہ کی محافل

عرس

قوالی کی محافل

نکاح

اگرچہ یہ تمام محافل تبلیغی ذرائع میں سے ہیں مگر چونکہ یہ دور لادینی افکار کا ہے اعر ہمارے ذرائع ابلاغ اپنی اپنی افکار میں قید و بند ہو چکے ہیں۔

یہ محافل بنفسہ ایک تبلیغ کا زریعہ ہیں مگر مغربی افکار کا غلبہ ہے۔

یہ محافل دین اسلام کا حسن ہیں مگر ہوس کے نام کر دیا ہے۔

یہ محافل اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نام کے عَلَم کو بلند کرنے کا ذریعہ ہیں مگر دنیاوی مال و متاع کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے۔

یہ محافل امت کی اصلاح کا ذریعہ ہیں مگر لہو و لعب کی نظر کر دیا ہے گیا ہے۔

اس کی وجہ نظمی مبلغ تبلیغی اصول سے نابلد ہونے کی وجہ سے مغربی افکار اور دور جہالت کو فروغ دے رہے ہیں جو کہ صراصر اسلام دشمنی ہے۔ مجموعی طور پر ہمارہ معاشرہ مغربی افکار اور دور جاہلیت سلاخوں میں جکڑا ہوا ہے۔

نعت خوانی

تاج العروس:

(نعت کالمنع)ای فی کونه مفتوح العین فی الماضی والمضارع (الوصف) تنعت الشئ بما فیه وتبالغ فی وصفه وانعت ما نعت به نعته ینعته نعتا وسفه ورجل ناعت من قوم نعات۔[15]

لسان العرب:

نعت:انعت : وصفک الشئ تنعته بما فیه و تبالغ فی وصفه والنعت : مانعت به نعت ینعته نعتا:وصفه ورجل ناعت من قوم ناعت

OPEN ACCESS

قال الشاعر ے

انعتہاانی من نعتہا

ونعت الشئ وتنعته اذا وصفه

قال ابن الاعرابی :

انعت اذا حسن وجہة حتی ینعت وصفه صلی االلہ علیه وسلم

یقول ابن الاثیر :

النعت وصف الشئ بما فیه من حسن ولا یقال فی القبیح الا یکلف متکلف فیقول نعت سوء والوصف یقال فی الحسن والقبیح وناعتون ونا عتین جمیعا موضع یقال الراعی ے

حی الدیار دیار ام بشیر

بنو یعتیین فشاطی التسریر۔[16]

غیاث اللغات :

نعت (ء): نعت بالفتح تعریف و توصیف کردن از منتخب اگرچہ نعت بمعنیٰ مطلق صفت است لیکن اکثر استعمال ایں لفظ ستایش و ثنائے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آمدہ است، بمعنیٰ صیغۂ اسمِ فاعل و اسمِ مفعول و صیغۂ صفتِ مشبہ نیز می آید۔[17]

ترجمہ: زبر سے نعت کے معنی صفاتِ حسنہ کے ساتھ تعریف و توصیف کرنا ہیں اگرچہ لفظِ نعت کے مطلق معنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وثنا میں آتا ہے، اسمِ فاعل و مفعول اور صفت کے صیغے کے اعتبار سے یہ ثنائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے معنی میں آتا ہے۔

لغاتِ فارسی :

نعت (ء) تعریف، صفت، ستایش، تعریف کرنا، خاص کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعریف و توصیف کو نعت کہتے ہیں۔[18]

لغات کشوری: نعت (ء): تعریف، صفت، تعریف کرنا خاص کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی[19]

نعت خوانی ایک مندوب اور محبوب عمل ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنی تعریف کو نعت کی صورت میں بہت پسند فرمایا ہے اور اس کی تحسین بھی فرمائی۔ نعت کہنے سے پہلے آدابِ نعت سے واقفیت ضرور حاصل کرے کیوں کہ یہ صرف شعر کہنے والی بات نہیں، یہ تو محبوبِ ربِّ جلیل کی بارگاہ میں باریابی پانے کی جستجو کا مرحلہ ہے- محبتِ رسول کے میزان پر ایمان تولنے کا معاملہ ہے- ایمان و عقیدت کے قبلہ و کعبہ کی طرف جان و دل کرنے کا سلسلہ ہے- قطرے کو گُہر کرنے، ذرّے کو رشکِ آفتاب کرنے کا وَلولہ ہے اور کیوں نہ ہو، نعت گوئی میرے معبودِ کریم کی سنّت ہے، یہ وہ وصف و سعادت ہے جو مشتِ خاک کو قربِ ایزدی عطا کرتی ہے۔

نعت خوانی کے آداب

نعت خواں باعمل ہو باوضو اور اہل علم ہو۔

نعت خواں فاسقِ معلن نہ ہو۔

CC BY

نعت سادہ خوش الحانی کے ساتھ ہو گانوں کی طرز پر نہ پڑھی جائے۔

نعت خوانی آلات لہو ولعب سے پاک ہو۔

افعالِ لغو اور بے ہودگی سے پاک ہو۔

مزامیر سے بلکل خالی ہو۔

نعتیہ اشعار خالصتا رسول اللہ ﷺ کیلیۓ ہوں۔

مرد و عورت کے اختلاط سے پاک ہو۔

نعت گوئی نہایت مشکل صنف سخن ہے، بعض نے اسے تلوار کی دھار قرار دیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ نعت میں تھوڑا سا بھی غلو ہو گا تو اس کے ڈانڈے الوہیت سے جاملیں گے جو شاعر کے خرمن ایمان کو جلا کر خاک اور اس کی آخرت کو برباد کر دیں گئے۔ اس لیے نعت کہنے اور سننے کے لیے آداب کا التزام شرطِ لازم کی حیثیت رکھتا ہے نعت کی نزاکت کا احساس ان شعرائے کرام کو ہے جو اس کے جملہ تقاضوں سے بخوبی واقف ہیں۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی فرماتے ہیں کہ "حقیقتاً نعت شریف لکھنا بہت مشکل کام ہے، اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے، اگر شاعر حد سے بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے۔"عبد الکریم ثمر کا کہنا ہے:"سرکار دو عالم ﷺ کی شان میں ذرا سی بے احتیاطی اور ادنی سی لغزشِ خیال و الفاظ، ایمان و عمل کو غارت کر دیتی ہے۔"مجید امجد رقمطراز ہیں:"جناب رسالت مآب ﷺ کی تعریف میں ذراسی لغزش نعت کو حدودِ کفر میں داخل کر سکتی ہے۔ ذراسی کوتاہی مدح کو قدح میں بدل سکتی ہے اور ذرا سا شاعرانہ غلو ضلالت کے زمرے میں آسکتا ہے۔

خلاصہ

نعت خوانی قدیم و جدید ذرائع ابلاغ کا موثر ہتھیار ہے جس کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع روشن کی جاتی ہے نعت خواں اپنے عشق و محبت کا والہانہ عملی اظہار کرتا ہے جو اپنے لبوں سے پیارے نبی پاک ﷺ کی شان وعظمت کو بیان کرتا ہے۔ مگر اس کے کردار و گفتار اس کے عشق کی نفی کر رہے ہوتے ہیں ۔ مثلاً آج کے اکثر نعت خواں حضرات کی داڑھی مبارک کا حال دیکھا جائے۔ ان کے فیشن و نخروں کو دیکھا جائے۔ ان کی فیسوں کی ڈیمانڈز اور اخراجات کا حساب دیکھا جائے۔ تو انسان دھنگ رہ جاتا ہے کہ یہ افراد جو عشقِ مصطفی ﷺ کا دعویٰ تو بڑی دھوم سے کرتے ہیں اصل میں انھوں نے نعت خوانی کو اپنا ذریعہ معاش بنا کر رکھ دیا ہے۔ میں صرف اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ عشقِ مصطفی ﷺ میں مست ہو کر نعت سینے سے تب ہی نکلتی ہے جب انسان مکمل طور پر اپنے آپ کو سنتِ مصطفی ﷺ پر عمل پیرا ہو جائے تو یقیناً آپ بھی دیکھیں گے کہ جہاں ایسں نعت خوں عشق کے سمندر میں ڈوب کر نعت خوانی کر رہا ہو تو وہاں ساری محفل پر نورانی کیفیات چھائی ہوتی ہیں۔ دور حاضر میں ایک نئی سازش ہے دین کو بدنام کرنے کی عورت کو بے پردہ بٹھا دیا جس عورت کو اسلام فرض عین نماز کیلیے گھر سے باہر نکلنے کی

CC BY

اجازت نہیں وہ آج بد بختی سے شارع عام پہ بیٹھ کر نعت خوانی کر رہی ہوتی ہے کیا یہ دین دشمنی ہیں ہے ؟ اللہ ہدایت عطا فرمائے۔کیونکہ ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں۔

نکاح

نکاح بڑا مُقدَّس رشتہ ہے، دینِ اسلام میں اسے بڑی اَہَمِیَّت حاصِل ہے۔نکاح جیسا سماجی عمل اسلام کی نظر میں صرف جائز طریقہ سے نفسانی تسکین کا ذریعہ نہیں بلکہ ایک خوبصورت عبادت ہے۔انبیاء رشتہ ازدواج سے منسلک رہے اور خود امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰؐ نے صرف نکاح ہی نہیں فرمایا بلکہ اسے اپنی عظیم سنت بھی قرار دیا ہے۔ارشاد فرمایا" نکاح میری سنت ہے جس نے میری اس سنت پر عمل کرنے سے گریز کیا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں"[20]

افسوس یہ ہے کہ دور حاضر میں اس مقدس سماجی اور دینی عمل کو خرافات کی نظر کر دیا گیا ہے آج کل نکاح کی محافل کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ اس کا تعلق صرف سماج سے دین سے نہیں ہے۔اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نے سیرت کے مطالعہ کو چھوڑ دیا ہے اور ساتھ ہی ڈراموں کے ذریعے مغربی افکار کو ہماری نسل میں ایسا رچا دیا ہے کہ سنت کے مطابق نکاح کرنے کو اپنی حقارت سمجھتے ہیں۔ اور مزید یہ کہ اس میں ایسی ایسی خرافات کو داخل کر دیا گیا جس کا نہ تو اسلام سے تعلق ہے اور نکاحِ میں رکاوٹ کا باعث بھی ہیں۔

اسلام ہمیشہ آسانیاں پیدا کرتا ہے مشکلات سے نجات بخشتا ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

«عن أنس بن مالك رضي الله عنه مرفوعاً: يَسِّرُوا وَلاَ تُعَسِّرُوا، وَبَشِّرُوا وَلاَ تُنَفِّرُوا ۔[21]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " آسانی پیدا کرو، مشکل میں نہ ڈالو، خوش خبری دو، متنفر نہ کرو"۔

مگر افسوس اس مقدس عمل میں ہم آسانیاں پیدا کرنے کی بجائے مشکلات کھڑی کر دی ہیں جس کی وجہ سے آج بچیوں کے رشتوں میں رکاوٹ بن چکی ہیں۔ لڑکے اور لڑکیوں کی عمریں زیادہ ہو جانے کے بعد ایک جسمانی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اور معاشرے میں بھی تباہی کا باعث بنتے ہیں زنا کی ریشوز زیادہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔

افسوس یہ ہے کہ دور حاضر میں اس مقدس سماجی اور دینی عمل کو خرافات کی نظر کر دیا گیا ہے آج کل نکاح کی محافل کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ اس کا تعلق صرف سماج سے دین سے نہیں ہے۔اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نے سیرت کے مطالعہ کو چھوڑ دیا ہے اور ساتھ ہی ڈراموں کے مغربی افکار کو ہماری نسل میں ایسا رچا دیا ہے کہ سنت کے مطابق نکاح کرنے کو اپنی حقارت سمجھتے ہیں

عرس

CC BY

بزرگانِ دین اولیاءِ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہ تعالیٰ کا عُرس منانے سے مقصود ان کی یاد منانا اور ان کو ایصالِ ثواب کرنا ہوتا ہے اس لئے ان کے عُرس کا انعقاد کرنا شرعاً جائز و مستحسن اور اجر و ثواب کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ان کے بارے میں ارشاد پاک ہے: وَ الَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ -[22]

ترجمہ: اور وہ جو ان کے بعد آئے، عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو، جو ہم سے پہلے ایمان لائے - (سورۃ الحشر، آیت 10)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اﷲِ صلى الله عليه وآله وسلم : مَا الْمَيتُ فِي قَبْرِهِ إِلَّا يَشْبَهُ الْغَرِيْقَ الْمُتَهَوِّبَ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً مِنْ أَبٍ أَوْ أُمٍّ أَوْ وَلَدٍ أَوْ صَدِيْقٍ ثِقَةٍ، فَإِذَا لَحِقَتْهُ كَانَتْ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا، وَإِنَّ اﷲَ لَيُدْخِلَ عَلٰی أَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ أَهْلِ الْوَرِّ، أَمْثَالَ الْجِبَالِ، وَإِنَّ هَدِيَةَ الْإِحْيَاءِ لِلْأَمْوَاتِ : الاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ، وَالصَّدَقَةُ عَنْهُمْ.[23]

'حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قبر میں میت کی مثال ڈوبنے والے اور فریاد کرنے والے کی طرح ہے جو اپنے ماں باپ، بھائی یا کسی دوست کی دعا کا منتظر رہتا ہے۔ جب اُسے دعا پہنچتی ہے تو اُسے دنیا جہاں کی ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ بے شک اہلِ دنیا کی دعا سے اللہ تعالیٰ اہل قبور کو پہاڑوں کے برابر اجر عطا فرماتا ہے۔ مُردوں کے لئے زندوں کا بہترین تحفہ اُن کے لیے استغفار اور صدقہ کرنا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رضی الله عنه أَنَّهُ سَأَلَ رَسُوْلَ اﷲِ صلى الله عليه وآله وسلم فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اﷲِ، إِذَا نَتَصَدَّقُ عَنْ مَوْتَانَا وَنَحُجُّ عَنْهُمْ وَنَدْعُوْ لَهُمْ فَهَلْ يَصِلُ ذَالِکَ إِلَيْهِمْ؟ قَالَ : نَعَمْ، وَيَفْرَحُوْنَ بِهِ كَمَا يَفْرَحُ أَحَدُكُمْ بِالطَّبَقِ إِذَا أُهْدِيَ إِلَيْه.[24]

.

ترجمہ: حضرتِ سیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: ہم اپنے مُردوں کے لئے دُعا کرتے اور اُن کی طرف سے صدقہ اور حج کرتے ہیں، کیا اُنہیں اِس کا ثواب پہنچتا ہے؟ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اِنَّهٗ لَيَصِلُ اِلَيهِم وَيَفرَحُونَ بِهٖ كَمَا يَفرَحُ اَحَدُكُم بِالَدِيَّةِ اُنہیں اِس کا ثواب پہنچتا ہے اور وہ اِس سے ایسے ہی خوش ہوتے ہیں جیسے تم میں سے کوئی شخص تحفے سے خوش ہوتا ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَةِ أَنْ يَنْحَرَ مِاءَةَ بَدَنَةٍ وَأَنَّ هِشَامَ بْنَ الْعَاصِ نَحَرَ حِصَّتَهُ خَمْسِيْنَ بَدَنَةً، وَأَنَّ عَمْرًوا سَأَلَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم عَنْ ذَالِکَ. فَقَالَ : أَمَّا أَبُوْکَ فَلَوْ كَانَ أَقَرَّ بِالتَّوْحِيْدِ فَصُمْتَ وَتَصَدَّقْتَ عَنْهُ نَفَعَهُ ذَالِکَ.[25]..

OPEN ACCESS

’’حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا : یارسول اللہ! عاص بن وائل نے دورِ جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ وہ سو اُونٹنیوں کی قربانی کریں گے اور ہشام بن العاص نے اپنے باپ کی طرف سے پچاس اونٹنیوں کی قربانی کی تو کیا اس کا ثواب اُنہیں ملے گا؟ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تمہارا باپ توحید کو ماننے والا تھا اور تم نے اس کی طرف سے روزے رکھے یا صدقہ کیا تو یہ اسے نفع پہنچائیں گے۔

تشریح

عرس بھی ایک ایصال ثواب کی ہی شکل ہے ایصال ثواب اجتماعی صورت میں کیا جائے یا انفرادی طور پر کیا جائے بہر صورت شریعت اس کا ناجائز نہیں کہتی مگر خرابی تب آتی ہے جب ان جائز چیزوں میں خرافات کو داخل کیا جائے یہ چیزیں اسلام کی اصل کو بگاڑ دیتی ہیں یہ خرافات لوگوں کے ایمان کو کمزور کر دیتی ہیں۔اس کی ایک اصل وجہ یہ ہے کہ عرس مزرات پہ ہوتے ہیں اور مزارات پہ بیٹھے گدی نشین دین سے دور جماعتِ جہلاء سے ہیں شرابی اور زانی ہیں اکثر دیکھا گیا ہے یہ گدی نشین عورتوں کو اپنے پاس بٹھا کر تماشا گاہ کے بیٹھے ہوتے ہیں عورت ایک بہت بڑا فتنہ ہے حضور ﷺ کا فرمان ہے۔

" إِنَّ الدُّنيَا حُلوَةٌ خَضِرَةٌ وَإِنَّ اللَّهَ مُستَخلِفُكُم فِيهَا فَيَنظُرُ كَيفَ تَعمَلُونَ - وَفِي رِوَايَةٍ : لِيَنظُرَ كَيفَ تَعمَلُونَ - ، فَاتَّقُوا الدُّنيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ فَإِنَّ أَوَّلَ فِتنَةِ بَنِي إِسرَائِيلَ كَانَت فِي النِّسَاءِ"[26]

"دنیا شیریں اور سبز (جاذب نظر) ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس دنیا میں خلیفہ بنایا ہے، پس وہ (ہر وقت) دیکھتا ہے کہ تم (اس دنیا میں) کس طرح عمل کرتے ہو لہٰذا دنیا سے بچو اور عورتوں (کے فتنہ) سے بچو کیونکہ بنی اسرائیل کی تباہی کا باعث سب سے پہلا فتنہ عورتوں ہی کی صورت میں تھا۔

"لادینی قوتوں کا یہ ہمیشہ سے وطیرہ رہا ہے کہ وہ مقدس مقامات کو بدنام کرنے کے لئے وہاں خرافات و منکرات کا بازار گرم کرواتے ہیں تاکہ مسلمانوں کے دلوں سے مقدس مقامات اور شعائر للہ کی تعظیم و ادب ختم کیا جاسکے۔ یہ سلسلہ سب سے پہلے بیت المقدس سے شروع کیا گیا۔ وہاں فحاشی و عریانی کے اڈے قائم کئے گئے‘ شرابیں فروخت کی جانے لگیں اور دنیا بھر سے لوگ صرف عیاشی کرنے کے لئے بیت المقدس آتے تھے۔(معاذ للہ)

اکثر عرس میں رنڈیاں ناچتی ہیں اور بہت بہت گناہ ہوتے ہیں اور رنڈیوں کے ساتھ ان کے یار آشنا بھی نظر آتے ہیں اور آنکھوں سے سب آدمی دیکھے ہیں اور طرح طرح کے خیال آتے ہیں۔

مزامیر یعنی آلات لہو و لعب بروجہ لہو و لعب بلاشبہ حرام ہیں جن کی حرمت اولیاء و علماء دونوں فریق مقتداء کے کلمات عالیہ میں مصرح‘ ان کے سننے سنانے کے گناہ ہونے میں شک نہیں کہ بعد اصرار کبیرہ ہے

نشہ کی چیزیں پینا جس سے نشہ بازوں کی مناسبت ہو اگرچہ حد نشہ تک نہ پہنچے یہ بھی گناہ ہے

OPEN ACCESS
CC BY

اب جو لوگوں نے اس میں اپنی طرف سے اضافات کر لیے ہیں، وہ بزرگان دین کی نذر اور منت مانتے ہیں اور ڈھول، باجوں گاجوں کے ساتھ جلوس کی شکل میں ناچتے گاتے ہوئے اوباش لڑکے چادر لے کر جاتے ہیں اور چادر چڑھانے کی بھی منت مانی جاتی ہے اور مزارات پر سجدے کرتے ہیں اور مزار کے قریب میلہ لگایا جاتا ہے اور مزامیر کے ساتھ گانا بجانا ہوتا ہے اور موسیقی کی ریکارڈنگ ہوتی ہے تو یہ تمام امور بدعت سیئہ قبیحہ ہیں۔

امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں

کہ مزامیر یعنی آلات لہو و لعب بروجہ لہو و لعب بلاشبہ حرام ہیں جن کی حرمت اولیاء و علماء دونوں فریق مقتداء کے کلمات عالیہ میں مصرح' ان کے سننے سنانے کے گناہ ہونے میں شک نہیں کہ بعد اصرار کبیرہ ہے اور حضرات علیہ سادات بہشت کبرائے سلسلہ عالیہ چشت کی طرف اس کی نسبت محض باطل وافتراء ہے۔[27]

خلاصہ

عرس شریعت میں شرعی حدود و قیود میں رہتے ہوئے اگر کیا جائے تو کوئی قباحت نہیں مگر خرافات کو کسی صورت میں قبول نہیں کیا جائے گا اور آج تک کسی فقیہ نے جواز کا فتویٰ نہیں دیا اور جس عمل سے شارع ﷺ نے منع فرمادیا وہ تا صبح قیامت جائز نہیں ہو گا۔

قوالی

والی کی تاریخ : لفظ "قوالی" عربی کے لفظ "قول" سے مشتق ہے۔ قول کا مطلب ہوتا ہے "بات" یا "بیان کرنا"۔ اس طرح قوالی کا مطلب ہوا وہ بات جو بار بار دہرائی جائے۔

قوالی قول سے ہے جس کا معنی ہے بولنا۔[28]

قوالی کا معنی صوفیانہ کلام گانا، وہ گانا بجانا جو صوفیوں کی مجلس یا مزر پر ہوتا ہے۔[29]

اگر خلاف شرع کوئی کام نہ ہو تو جائز ہے۔

صحیح بخاری شریف میں ہے: سمع النبی صلی الله علیه وسلم یقول : لكونن من امتی اقوام يستحلون الحر والحرير والخمر والمعازف [30]

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا: ضرور میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے، جو آزاد شخص (کی خرید و فروخت) کو، ریشم کو، شراب کو اور گانے بجانے کے آلات کو حلال سمجھیں گے

اسلام ہر گز ہر گز ایسا دین نہیں ہے اسلام کا حکم تو یہ ہے کہ ڈھول، باجے، سارنگی، مزامیر وغیرہ آلاتِ موسیقی، تالیاں، رقص، سب حرام ہیں۔

CC BY

مگر افسوس آج کل کوئی ایسی قوالی نہیں ہے جس میں یہ سب حرام کام نہ ہوتے ہوں۔ حرام کام ہمیشہ مزید حرام کاموں کی طرف لے جاتا ہے، جیسے کچھ عرصہ پہلے صرف ان مزامیر کے ساتھ قوالی ہوتی تھی اس کا نہ روکا گیا تو ان حرام کاموں نے مزید بے حیائی کے دروازے کھول دیے۔ آج بزرگوں کے مزارات پر قوالی کے نام کی محافل میں سٹیج ڈرامے اور عورتوں کا دھمال، شرابیں ،اوباش لڑکوں کا ان پر ٹوٹ پڑنا، اور ان پر پیسوں کا بوچھاڑ کر دینا، مال کا ضیاع یہ سب کام حرام ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ:﴿لا تبذر تبذیرا، ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین، وکان الشیطان لربہ کفورا﴾ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: کسی طرح بے جانہ خرچ کیا کرو، کیونکہ بے جا خرچ کرنے والے شیاطین کے بھائی ہوتے ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بہت بڑا ناشکر گزار ہے۔

اور مزید قوال جو اشعار پڑھ رہے ہوتے ہیں ان میں کفر کی حد تک غلو کیا جاتا ہے تبرابازی کی جاتی ہے بے ہودہ اشعار پڑھے جاتے ہیں اور مزار پر قوالی ہو رہی ہوتی ہے اس صاحب مزار کے بارے شرکیہ حد تک مبالغہ آرائی کی جاتی ہے اس محفل قوالی کے میزبانوں کو خوش کرنے اور ان کی جیبوں سے پیسے نکلوانے کی غرض سے دنیاوی واہ واہ کے حصول کیلیے حقیقی مدحت رسول والے اشعار کی نصبت ان کی طرف کی جاتی ہے۔ معاذاللہ۔ آج کل قوالیوں کی محافل میں اکثر یہی کچھ ہوتا ہے۔ تو یہ سب وہ خرافات ہیں جو دین اور دین کے بزرگوں کو بدنام کرنے والی ہیں۔ گروہ صوفیاء میں سے چشتی سلسلہ کے بزرگ قوالی کے زیادہ قائل ہیں مگر انہوں نے بھی چند شرائط لکھی ہیں ان نے حد بندی لگائی ہے ان حدود سے باہر اسلام اور شریعت کے ساتھ بغاوت ہے۔

قطب الاقتاب حضرت بابا فرید الدین شکر گنج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید اور حضرتِ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ حضرتِ محمد بن مبارک علوی کرمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب،، سیر الاولیاء،، میں تحریر فرماتے ہیں

حضرت خواجہ محبوب الٰہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چند شرائط کے ساتھ سماع جائز فرمایا : (1) سنانے والا مرد کامل ہو چھوٹا لڑکا یا عورت نہ ہو۔ (2) سننے والا یاد خدا سے غافل نہ ہو۔ (3) جو کلام پڑھا جائے، فحش، بے حیا اور مزاحیہ نہ ہو۔ (4) آلہ سماع یعنی سارنگی، مزامیر ورباب سے پاک ہو۔[31]

احکام شریعت صفحہ 176 میں ایک مسئلہ لکھا ہے جس کا عنوان ہے مزامیر کیساتھ قوالی۔

امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: خالی قوالی جائز ہے اور مزامیر حرام زیادہ غلو اب منتسبان سلسلہ چشتیہ کو ہے حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ تعالی عنہ مراد حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔[32]

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فوائد الفواد شریف میں فرماتے ہیں

مزامیر حرام است (باجے ساز گانے کے آلات) حضرت یحی منیری رحمۃ اللہ علیہ نے مزامیر کو زنا کیساتھ شمار کیا ہے۔

فتاوی رضویہ میں ہے:"اپنی تقریبوں میں ڈھول جس طرح فساق میں رائج ہے بجوانا، ناچ کرانا حرام ہے۔[33]

خلاصہ

OPEN ACCESS
cc BY

پوری گفتگو سے یہ واضح ہوا ہے کہ قوالی کی محافل آج صرف اور صرف لہو ولعب کا ذریعہ رہے گئی ہیں جو صوفیاء نے شرائط بتائی ہیں یا تو ان پر عمل کیا جائے یا پھر اس کو عمل کو ترک کر دیا جائے تا کہ اس کی آڑ میں اسلام بدنام ہو اور نہ ہی بزرگوں کا بدنام کیا جائے۔ لوگ اعلانیہ کہتے سنائی دے رہے ہیں طنزیہ انداز میں کہ بزرگ ایسے ہوتے ہیں یہ بزرگ ہیں یہ ایسے ہیں ویسے ہیں۔ بلکہ معاذاللہ یہاں تک غلو کر جاتے ہیں کہ یہ تو گناہ کے اڈے ہیں۔

جبکہ حدیث رسول میں صراحت آئی ہے اللہ والوں کی قبروں پر رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

نبی کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ ارشاد فرماتے ہیں:

اَلْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، اَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفَرِ النَّار[34]

ترجمہ: بے شک قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔

یقیناً اللہ والوں کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوتا ہے۔ ایسی جگی کو گناہ کے اڈے کہنا۔ تعصب اور فرمان رسول سے بغاوت کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ لہذا ضروری امر یہ ہے کہ ان خرافات کو ختم کر کے لوگوں کو اسلام کی حقیقی آئینہ دکھانا چاہیے۔

OPEN ACCESS
CC BY

بخاری،محمد بن اسماعیل ،(٢٥٦ھ)،الصحیح،دارالفکر ،بیروت،رقم:٣٢١٠ مرقاة المفاتيح شرح مشكاة
[1] المصابيح - (7 / 2904) ط: دار الفكر، بيروت
[2] مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح (7 / 2903) ط: دار الفكر، بيروت
[3] مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح - (7 / 2905) ط: دار الفكر، بيروت
[4] صحيح البخاري،كتاب الدعوات، باب الدعاء عند الاستخارة، رقم6382
[5] القاموس الوحید وحید الزمان قاسمی ص۴۲۹ ادارہ اشاعت الاسلام لاہور پاکستان ۲۰۰۱ء
[6] اظہر الغات محمد امین بھٹی۔ محمد ثقلین بھٹی ص۲۹۱ اظہر پبلشر لاہور پاکستان
[7] المنجد ص۲۷۱ عصمت ابو سلیم مکتبہ دانیال لاہور پاکستان
[8] الانبیاء:۱۱۲/۱۰۴
[9] المائدہ:۱۱۸/۱۲۰
[10] بخاری،محمد بن اسماعیل ،(٢٥٦ھ)،الصحیح :رقم3349
[11] شمائل ترمذي/بَابُ مَا جَاءَ فِي كَلَامِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّمَرِ/حديث: 251
البيان والتعريف في أسباب ورود الحديث الشريف ،إبراهيم بن محمد بن محمد كمال الدين ابن أحمد بن
[12] حسين، ا الدمشقيّ (ت ١١٢٠هـ) دار الكتاب العربي – بيروت
[13] بیان اللسان قاضی زین الدین سجاد میرٹھی دار الاشاعت کراچی
[14] القرآن 257/2
زبیدی :تاج العروس ،باالمطبعة الخیریة المنشاہ بجمالیہ ،مصر ج وفی صفتہ صلی اللہ علیہ وسلم
[15] 1،ص93
[16] ابن منظور:لسان العرب ،دار لسان العرب ،بیروت ص668 انہا اراد اناعتین 2/3 فصحی
[17] غیاث الدین:غیاث اللغات،رزاق پریس ،کان پور 1332ھ
[18] لغاتِ فارسی : پبلشر لالہ رام نرائن لال بینی مادھو ،الہ آباد،1931ء،ص 904
[19] لغات کشوری :مولوی تصدق حسین رضوی ،دارلاشاعت کراچی ،ص537
[20] ابن ماجہ ، ابی عبداللہ محمد بن یزید قزوینی ،(ھ243) سنن ابن ماجہ، دارلجیل بیروت،ح،1846
[21] بخاری،محمد بن اسماعیل ،(٢٥٦ھ)،الصحیح،ح69
[22] القرآن 10/24

CC BY

[23] البیہقي ،ابو بکر احد بن علی بن عبداللہ بن موسی ،(458ھ) شعب الإيمان دار رلکتب العلمیہ،بیروت،، ج6،ص،203، رقم : 7905

[24] عینی ،بدرالدین ابو محمد محمود احمد،(۸۵۵ھ)،عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ،دار احیا التراث العربی ج، 6،ص305

[25] حنبل،امام احمد بن حنبل(۲۴۱ھ)، المسند،دار الاحیاء بیروت،ج2،ص181،رقم:6704

[26] . مسلم ،حجاج بن قشیری جامع الصحیح 2742

[27] فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص 54

[28] قاسمی، وحیدالزمان القاموس الوحید، ص1349 ،

[29] فیروزالدین، فیروزالغات، فیروز سنز لاہور پاکستان، (2017ء)ص1023،

[30] بخاری،محمد بن اسماعیل ،(۲۵۶ھ)،الصحیح،رقم5590،

[31] کرمانی، سید محمد بن مبارک ،سیر الاولیاء الکتاب لاہور،(1398)پاکستان،ص 498

[32] بریلوی، احمد رضا خان،نظامیہ کتاب گھر، لاہور پاکستان(2009)ص 75

[33] بریلوی، احمد رضا خان، فتاوی رضویہ، رضا فاونڈیشن ، لاہور پاکستان،ج23،ص98،

[34] ترمذی، ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی، (279ھ) سنن الترمذی، دارلفکر، بیروت، ح2468

OPEN ACCESS